

مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے تہہ بند، شلوار، پاجامہ، قمیص وغیرہ لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر اور اسراف ہے۔ یہ عمل شنیع متکبرین اور عورتوں سے مشابہت وغیرہ کا موجب ہے، جبکہ اس سے اجتناب واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۷/۱۷)

”اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ تو آپ زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہیں۔“

نیز فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان: ۱۸/۳۱)
”اللہ تعالیٰ متکبر اور شخی خورے کو پسند نہیں فرماتے۔“

ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کے بارے میں شدید وعید آئی ہے، جیسا کہ:
① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بينا رجل يجرّ إزاره ، خسف به ، فهو يتجلجل في الأرض إلى يوم القيامة))
”((تم سے پہلے لوگوں میں) ایک آدمی تھا، جو تکبر اور غرور کی وجہ سے اپنا تہہ بند گھسیٹ کر چلتا تھا (جان بوجھ کر اس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا)، وہ اس وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا، تا قیامت زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔“ (صحیح بخاری: ۵۷۹۰، مسلم: ۴۹/۲۰۸۸ من حدیث ابی ہریرہ)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار))
”ٹخنوں کے نیچے جسم کا وہ حصہ جہاں تہہ بند پہنچے، وہ آگ میں جلے گا۔“ (صحیح بخاری: ۵۷۸۷)

③ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر

رحمت سے دیکھیں گے، نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! وہ خاسر و خائب لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((المسبل إزاره، والمنان، والمنق سلعته بالحلف الكاذب)) ”① ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا ② احسان جتلانے والا اور ③ جھوٹی قسم اٹھا کر مال فروخت کرنے والا۔“ (صحیح مسلم: ۱۰۶)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :

وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے، جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے، یعنی وعید اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔“

(التمهيد لابن عبد البر: ۳/۲۴۴، شرح صحيح مسلم للنووي: ۱۰۷۱/۲-۱۹۴-۱۹۵)

علامہ ابن العربی المالکی رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

لا يجوز لرجل أن يجاوز بثوبه كعبه ويقول: لا أتكبر فيه، لأن النهي قد تناوله لفظا وتناول علته، ولا يجوز يتناول اللفظ حكما، فيقال: إني لست ممن يمتثله، لأن تلك العلة ليست فيّ، فيأنه مخالفة للشرعية، ودعوى لا تسلم له، بل من تكبره يطيل ثوبه وإزاره، فكذبه معلوم... ”کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور کہے کہ میرا اس میں تکبر کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ کہنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس پر (کپڑا لٹکانے کی) نہی لفظی اعتبار سے شامل ہے اور یہ نہی کی علت، یعنی تکبر کو بھی شامل ہے۔ جب ایک لفظ حکم پر بھی شامل ہو تو آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں اس کا ارتکاب نہیں کرتا، کیونکہ یہ (تکبر والی) علت مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ یہ شریعت کی مخالفت ہے اور ایسا دعویٰ ہے، جسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ وہ اپنے تکبر ہی کی وجہ سے اپنے کپڑے اور تہ بند کو لمبا رکھتا ہے، لہذا اس کا جھوٹ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔“ (عارضۃ الاحوذی لابن العربی: ۲۳۸/۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس عبارت کا ما حصل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: الإسبال يستلزم جرّ الثوب وجرّ الثوب يستلزم الخيلاء، ولو لم يقصد اللابس الخيلاء....

”کپڑا لٹکانے سے گھسیٹنا لازم آتا ہے اور گھسیٹنے سے تکبر لازم آتا ہے، اگرچہ پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔“ (فتح الباری لابن حجر: ۲۶۴/۱۰)

④ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وارفع إزارك إلى نصف الساق، فإن أبيت فإلى الكعبين، وإيّاك وإسبال الإزار، فإنّها من المخيلة، وإنّ الله لا يحبّ المخيلة..)) ”اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھو، اگر تم اس سے انکاری ہو تو (کم از کم) دونوں ٹخنوں تک رکھو، تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو، یہ تکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔“ (سنن ابی داؤد، ۴۰۸۴، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی: ۶۳۸۶، السنن الكبرى للبيهقي: ۲۳۶/۱۰، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۲۲) نے ”حسن صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۸۶/۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ((وإيّاك وتسبيل الإزار، فإنّها من الخيلاء، والخيلاء لا يحبّها الله)) ”ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکانے سے بچو، کیونکہ یہ تکبر ہے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔“ (مسند الامام احمد: ۶۳/۵، وصححه ابن حبان (۵۲۲) وقال ابن عساكر: حديث حسن غريب (معجم الشيوخ لابن عساكر: ۱۴۹۱)، وسنده صحيح)

اس حدیث میں تنصیص و تصریح ہے کہ جان بوجھ کر کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہی تکبر اور عجب و افتخار کی علامت ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو۔

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرا گزر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ میری حالت یہ تھی کہ (غیر ارادی طور پر) میری شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبد اللہ! اپنی شلوار اوپر کر، میں نے اوپر کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور زیادہ کر، میں نے اور زیادہ کر لی۔ اس کے بعد میں ہمیشہ خیال رکھتا تھا (کہ کہیں شلوار ٹخنے سے نیچے نہ چلی جائے)۔ لوگوں نے پوچھا، شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نصف پنڈلی تک۔“ (صحیح مسلم: ۲۰۸۶)

⑥ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

((من هذا ؟ فقلت : أنا عبد الله ! فقال : إن كنت عبد الله ، فارفع إزارك))
 ”یہ کیوں ہے؟ میں نے عرض کی، میں عبد اللہ ہوں، آپ نے فرمایا، اگر تو عبد اللہ (اللہ کا بندہ) ہے تو اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کر لے۔“ (مسند الامام احمد : ۱۴۷/۲، مسند ابی یعلیٰ : ۵۶۴۴، شعب الایمان للبیہقی : ۶۱۱۹، وسندہ صحیح)

غور فرمائیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی نیت کے بارے میں سوال نہیں کیا کہ کیا آپ نے کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکایا ہے یا ویسے ہی؟ بلکہ جوں ہی دیکھا، کپڑے کو اوپر اٹھانے کا حکم صادر فرمادیا، لہذا یہ کہنا کی تکبر کی نیت ہو تو ناجائز ہے، ورنہ نہیں۔ کیا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حسن ظن یہ ہے کہ انہوں نے تکبر کی بنا پر لٹکایا تھا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا؟ اصل بات یہ ہے کہ تکبر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ بسا اوقات نہ سمجھی میں یا خود بخود تہبند نیچے ہو جاتا ہے، اس پر یہ وعید نہیں، لیکن جو جانتے بوجھتے اس طرح کرے گا، وہ متکبر ہوگا۔

⑥ سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک ثقیفی شخص کے پیچھے چل رہے تھے، یہاں تک کہ اس کی طرف لپک (عام چال اور دوڑنے کے درمیان کی چال چل) کر اس کا کپڑا پکڑ لیا اور فرمایا: ارفع إزارک (فی رواية الحمیدی : ۸۱۰، واحمد : ۱۹۴۰۴، وسندہ صحیح : واتق الله) ”اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کر لیں اور اللہ سے ڈر جائیں۔“

راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اپنے ٹخنوں سے کپڑا اٹھالیا اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں اور گھٹنے ٹکراتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) اس آدمی نے تا وفات اپنا تہبند نصف پنڈلی تک رکھا۔

(مسند الامام احمد : ۳۹۰/۴، ح : ۱۹۷۰۱، وسندہ صحیح ورجالہ ثقات)

⑦ عبد الرحمن بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، میں آپ کو بادل کیل جواب دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ((إزار المؤمن إلى أنصاف ساقیه ، لا جناح علیہ فیما بینہ و بین الکعبین ، ما أسفل من ذلک ففي النار ، ما أسفل من ذلک ففي النار ، لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرا)) ”مؤمن کے تہبند کی جگہ نصف پنڈلی

ہے۔ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان رکھے تو کوئی گناہ نہیں۔ (تہبند رکھنے کا) جو حصہ اس (ٹخنے) سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جلے گا، (تہبند رکھنے کا) جو حصہ اس (ٹخنے) سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جلے گا، جس نے تہبند کو تکبر کی وجہ سے (یعنی جان بوجھ کر) ٹخنوں سے نیچے لٹکایا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔“ (موطا الامام مالک: ۹۱۴/۲-۹۱۵، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۲۴۴، شرح السنة للبعوی: ۳۰۸۰)

اس کی سند ”حسن“ ہے۔ اس کے راوی العلاء بن عبد الرحمن جمہور کے نزدیک ”صدوق، حسن الحدیث“ ہیں اور صحیح مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

اس حدیث کو امام ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ (۴۸۳/۵) اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۴۷) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

⑥ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول سیدنا سہل بن خطیبہ رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں، جو ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ اس پر انہوں نے کہا:

قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الرجل خريم الأسديّ لولا طول جَمَّتِه وإسبال إزاره، فبلغ ذلك خريما، فعجل، فأخذ شفرة، فقطع بها جَمَّتِه إلى أذنيه ورفع إزاره إلى أنصاف ساقيه. ”خريم اسدي بھی کیا خوب آدمی ہے اگر اس کے بال (کندھوں تک) لمبے نہ ہوں اور اس کی شلوار ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔ یہ بات خريم اسدي رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے استرا لیا اور بال کانوں تک کاٹ دیئے اور شلوار نصف پنڈلی تک اٹھا لی۔“ (سنن ابی داؤد: ۴۰۸۹، مسند الامام احمد: ۱۸۰/۴، المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۱۸۴/۴، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس کا راوی ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ”موثق، حسن الحدیث“ ہے۔ ان شاء اللہ!

⑦ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ:

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک مجوسی یا عیسائی نے وار کر کے زخمی کر دیا اور آپ کا پیٹ چاک ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبیز پلائی گئی، وہ آنتوں کے راستے باہر نکل آئی، دودھ لایا گیا، آپ نے پیا تو

وہ بھی آنتوں کے راستے باہر نکل آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جان گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ لوگ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان آیا، اس نے کہا، اے امیر المؤمنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو صحبت رسول کا شرف حاصل ہے، یقیناً آپ جانتے ہیں کہ آپ کو سبقت اسلام کا بھی شرف حاصل ہے، آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل و انصاف کے پھریرے لہرا دیئے، اب اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت کے منصب پر فائز کرنے والے ہیں۔ (یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا، میری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لیے برابر ہو جائیں، نہ عذاب ہو نہ ہی ثواب! جب وہ نوجوان واپس پلٹا تو اس کا تہبند زمین پر لگ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن اخی! ارفع ثوبک، فإِنَّهٗ أَنْفَعُ لثَوْبِکَ وَأَنْفَعُ لِرَبِّکَ۔ ”اے میرے بھتیجے! اپنا کپڑا اٹھوں سے اوپر اٹھالیں۔ اس میں آپ کے کپڑوں کی صفائی ہے اور تقویٰ کا باعث ہے۔“ (صحیح بخاری: ۳۷۰۰)

معلوم ہوا کہ کپڑا اٹھانے سے نیچے لٹکانا کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر قربان جائیے کہ آپ نے وقت وفات بھی مخالفت سنت کو برداشت نہ کیا، جبکہ آپ اس وقت زخموں سے پُور پُور تھے، خون میں لت پت تھے، زندگی اور موت کی کشمکش میں ایک نوجوان کو تہبند ٹخنے سے اوپر اٹھانا کا کہہ رہے ہیں، ساتھ ساتھ اس کی حکمت بھی عیاں کر دی اور رہتی دنیا تک کے نوجوانوں کو سبق دے دیا کہ ٹخنے ننگے رکھنا ضروری ہے۔ یہ تقویٰ کی بات ہے۔

⑩ مسلم بن یناق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی دیکھا، جو اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، آپ کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا، وہ بنو لیث سے تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے پہچان لیا اور فرمایا کہ میں نے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص تکبر کے ارادہ سے تہبند لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔“ (صحیح مسلم: ۴۵/۲۰۸۵)

⑪ محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی دیکھا، جو اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا، وہ بحرین کا امیر تھا۔ زمین پر پاؤں مار مار کر کہہ رہا تھا کہ امیر آگیا، امیر آگیا۔ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص تکبر کی وجہ سے تہبند گھسیٹ کر چلے،

اللہ تعالیٰ اس کی طرف (روز قیامت) نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔“ (صحیح مسلم: ۲۰۸۷)

⑫ ابواسحاق السیمی تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رَأَيْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِرُونَ عَلَى أَنْصَافِ سَوْقِهِمْ ، فَذَكَرَ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ، وَابْنَ عُمَرَ ، وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ، وَالْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ... ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، جو تہبند نصف پنڈلی پر رکھتے تھے، پھر انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید، ابن عمر، زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۲/۸-۳۹۳، وسندہ حسن)

⑬ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تہبند میں دیکھا، وہ آگے سے اس کا کونہ اپنے پاؤں کی پیٹھ پر رکھتے اور پیچھے سے اٹھا کر رکھتے تھے۔ میں نے کہا، آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح باندھتے تھے۔“

(سنن ابی داؤد: ۴۰۹۶، وسندہ حسن)

کسی صحابی سے جان بوجھ کر ٹخنے سے نیچے کپڑا ٹکنا ثابت نہیں ہے۔

⑭ محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (صحابہ و تابعین) نصف پنڈلی سے

اوپر تہبند اٹھا کر رکھنا پسند کرتے تھے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۲/۸، وسندہ حسن)

تنبیہ نمبر ①: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کپڑا ٹکاتے

تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، میں پتلی پنڈلیوں والا انسان ہوں۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۸۹/۸، وسندہ حسن)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی سند کو ”جید“ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس کو اس حالت

پر محمول کریں گے کہ وہ جگہ جہاں شلوار رکھنا مستحب ہے، یعنی نصف پنڈلی، اس سے زیادہ لٹکی ہوئی تھی،

کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ٹخنوں سے نیچے تہبند کو لٹکایا

ہو۔ پنڈلیوں کے باریک ہونے کی علت اسی طرف رہنمائی کرتی ہے۔۔۔“ (فتح الباری: ۲۶۴/۱۰)

تنبیہ نمبر ②: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : يَا

رسول اللہ! إن أحد شقى إزارى يسترخى إلا أن أتعاهد ذلك منه ، فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم : لست ممن يصنعه خيلاء . ”جس نے تکبر کی وجہ سے کپڑا گھسیٹا، روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! میرے تہبند کا ایک پہلو لٹک جاتا ہے، ہاں جب میں اس پر محافظت کروں تو نہیں لٹکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکاتے ہیں۔“ (صحیح بخاری : ۵۷۸۴)

ایک روایت میں ہے: فقال أبو بكر : إنه يسترخى إزارى أحياناً . ”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کبھی کبھار میرا تہبند (غیر ارادی طور پر) خود بخود لٹک جاتا ہے۔“

(مسند الامام احمد : ۱۴۷/۲، مسند ابی یعلیٰ : ۵۶۴۴، شعب الایمان للبيهقي : ۶۱۱۹، وسنده

صحیح)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جو تکبر کے ارادے سے لٹکاتا ہے، وہ اس وعید میں داخل ہوگا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان جان بوجھ کر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، خواہ تکبر کا قصد ہو یا نہ ہو، اس کے لیے یہ وعید شدید ہے۔

ہاں! اگر کوئی آدمی کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے، لیکن اس کے باوجود غیر ارادی یا غیر اختیاری طور پر کپڑا نیچے لٹک جاتا ہے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ معذور ہے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں پوری پوری محافظت کرتا ہوں تو تہبند نیچے نہیں لٹکتا۔ کبھی ذرا سی غفلت کروں تو نیچے لٹک جاتا ہے۔ حدیث میں یسترخی کا لفظ بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تہبند خود بخود نیچے لٹک جاتا تھا، وہ بھی کبھی کبھار نہ کہ ہمیشہ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ قصداً نہیں لٹکاتے تھے۔ آپ ﷺ بھی سمجھتے تھے کہ یہ وعید ہر اس انسان کو شامل ہے، جو تکبر کے ارادے سے لٹکایا ہے یا بغیر تکبر کے ارادے سے۔ تب ہی تو یہ سوال کیا تھا کہ غیر ارادی طور پر غفلت کی وجہ سے میرا تہبند لٹک جاتا ہے۔ کیا میں بھی اسی وعید میں داخل ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔

ہاں! اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ پوچھتے کہ میں خود شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر رکھتا ہوں اور میرا تکبر کا ارادہ نہیں ہوتا، پھر اگر آپ ﷺ اجازت دے دیتے تو بات صحیح ہوتی، جبکہ یہاں ایسی کوئی بات نہیں

ہے، لہذا یہ حدیث اس بات پر دلالت گناں ہے کہ جو جان بوجھ کر کپڑا لٹکاتا ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو، وہ اس وعید میں داخل ہے، کیونکہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا بذات خود تکبر ہے۔ اس میں قصد و ارادہ کا کوئی عمل دخل نہیں۔

تنبیہ نمبر ۳ : سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ یجرّ ردائہ ، حتی دخل المسجد ...
 ”آپ ﷺ تہبند گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔“

(صحیح بخاری: ۱۰۴۰)

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب خواب میں اذان سنی، پھر حالت بیداری میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر گھر سے باہر نکلے تو فخر جبرّ ردائہ ... ”آپ تہبند گھسیٹتے ہوئے نکلے۔“ (مسند الامام احمد: ۴۳/۴، سنن ابی داؤد: ۴۹۹، وسندہ حسن و محمد ابن اسحاق موثق عند الجمهور)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۱۵۸)، امام ابن خزیمہ (۳۷۱)، امام ابن حبان (۱۶۷۹) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام: ۲۷۶/۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۷۹) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۳۳۸/۱) نے ”حسن صحیح“ قرار دیا ہے۔

یہ اور اس جیسی دوسری احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اوپر والی چادر گھسٹ رہی تھی نہ کہ تہبند، کیونکہ رداء اوپر والی چادر کو کہتے ہیں۔ ورنہ تہبند کو لٹکانے سے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وقت وفات بھی منع فرمایا تھا۔

⑤ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بعضلة ساقى أو بعضلة ساقه ، قال : فقال : الإزار هاهنا ، فإن أبيت فهاهنا ، فإن أبيت فهاهنا ، فإن أبيت فلا حق للإزار فى الكعبين ...

”رسول اللہ ﷺ نے میری پنڈلی پکڑ کر فرمایا، تہبند کو یہاں رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو یہاں

رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو یہاں رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو (یاد رکھو) ٹخنے پر تہبند کا کوئی حق نہیں۔“
(مسند الامام احمد: ۳۹۶/۵، وسندہ حسن)

اس کا راوی مسلم بن نذیر ”حسن الحدیث“ ہے۔ امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:
”لا بأس بحديثه۔“ ”اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔“ (الجرح والتعديل: ۱۹۷/۸)
امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۷۸۳) نے اس کی حدیث کو
”حسن صحیح“ کہا ہے۔ یہ توثیق ہے۔

یہ حدیث واضح طور پر پتہ دے رہی ہے کہ جان بوجھ کر، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو تو کپڑا ٹخنے سے
نیچا لٹکا ہی نہیں سکتے۔

فائدہ نمبر ①: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”مطلق طور پر ٹخنوں
سے نیچے شلوار لٹکانے کے بارے میں جو وعید آتی ہے، اس سے وہ شخص مستثنیٰ ہے، جو ضرورت و عذر کے
پیش نظر لٹکاتا ہے۔ مثال طور پر ٹخنے پر زخم ہے۔ کھیاں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ وہ شلوار یا چادر کے علاوہ
کوئی دوسری چیز ڈھانپنے کے لیے نہیں پاتا۔ یہ ایسے ہی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔“ (فتح الباری: ۲۵۷/۱۰)
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح بخاری (۵۸۳۹) اور صحیح مسلم (۲۰۷۶) میں موجود ہے۔

فائدہ نمبر ②: عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ٹخنے ڈھانپ کر رکھیں،
جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے تکبر کی وجہ سے
کپڑا لٹکایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں،
اے اللہ کے رسول! فکیف یصنع النساء بذیولھن؟ قال: ترخینہ شبرا، قال
: قالت: إذا تنكشف أقدامھن؟ قال: ترخینہ ذراعا، لا یزدن علیہ ((

”عورتیں کپڑے کا دامن کہاں رکھیں گی؟ وہ (نصف پنڈلی سے) ایک (درمیان ہاتھ کی)
بالشت (گن انگلی اور انگوٹھے کے درمیان فاصلہ کے) لٹکا کر رکھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدہ ام
سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تب تو ان کے پاؤں ننگے ہو جائیں گے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ دو
بالشت نیچے رکھ سکتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔“

(سنن النسائي: ٥٣٣٨، سنن الترمذی: ١٧٣١، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

نیز امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وفی الحدیث رخصة للنساء فی جرّ الإزار**، **لأنه یكون أستر لهنّ**۔ ”اس حدیث میں عورتوں کے لیے کپڑا گھسیٹنے کی رخصت ہے، کیونکہ ان کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہے۔“

ایک شبہ اور اس کا ازالہ : وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے گا، جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے، یعنی یہ وعید صرف اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی بنا پر کپڑا ٹخنوں سے نیچے اڑکا تا ہے۔

خوب یاد رہے کہ ایسا بالکل نہیں ہے، ورنہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کے کپڑا اڑکانے کے بارے میں استفسار کا کیا معنی؟ بلکہ حدیث سننے کے بعد وہ یہ سمجھ رہی تھیں کہ تکبر کا ارادہ ہو یا نہ ہو، یہ ممانعت عام ہے۔ اس لیے سوال کیا کہ عورتوں کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ ان کو پاؤں ڈھانپنے کے لیے کپڑا اڑکانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تب تو نبی اکرم ﷺ نے واضح کیا کہ وہ اس مسئلہ میں مردوں کے حکم سے خارج ہیں۔ عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ٹخنے ڈھانپ کر رکھیں۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، اس لیے نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے کپڑا رکھنا مستحب اور دو بالشت جائز ہے۔ اسی طرح مردوں کے ٹخنے سے نیچے تہہ بند، چادر، پانچامہ، شلوار وغیرہ رکھنا ممنوع و حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُوری کا باعث ہے۔ مرد کے لیے نصف پنڈلی تک کپڑا رکھنا مستحب اور ٹخنے سے اوپر رکھنا جائز ہے۔

فائدہ نمبر ③ : سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الإزار فهو في القميص .

”جو حکم آپ ﷺ کا تہبند کے بارے میں دیا ہے، وہی قمیص کے بارے میں بھی ہے۔“

(مسند الامام احمد: ١١٠/٢، ١٣٧، سنن ابی داؤد: ٤٠٩٥، السنن الکبریٰ للبیہقی: ٢٤٤/٢، وسندہ

صحیح)

مطلب یہ ہے کہ قمیص بازیمنت اور ستر پوش ہو، ضرورت سے زیادہ لمبی اور کھلی ہوگی تو تکبر میں

شامل ہو جائے گی، جو کہ ممنوع اور حرام ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **الإسبال في الإزار والقميص والعمامة .**

”اسبال تہبند قمیص اور پگڑی (سب) میں (ممنوع) ہوتا ہے۔“ (سنن ابی داؤد: ۴۰۹۴، سنن

النسائی: ۵۳۳۴، سنن ابن ماجہ: ۳۵۷۶، وسندہ صحیح)

اسبال، ارسال اور ارعاء، یہ تینوں ہم معنی ہیں۔ تہبند، قمیص اور پگڑی سب میں اسبال ہوتا ہے۔ شریعت نے ہر ایک کی حدود مقرر کی ہیں۔ تہبند کے حوالے سے مرد کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکائے، اسی طرح قمیص کے بارے میں بھی گزر چکا ہے۔

جہاں تک پگڑی کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں شریعت کی رہنمائی یہ ہے کہ نہ تو اس کے زیادہ بل ہوں، نہ اس کا کوئی کونہ یا سر زیادہ لٹکا ہوا ہو۔ اگر ممنوع اسبال کی صورت اختیار کر گئی تو یہ تکبر ہے اور ممنوع ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: **كان النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ .** ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پگڑی باندھتے تو اس کا سر دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔“ (سنن الترمذی: ۱۷۳۶، وسندہ حسن)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن غریب“ کہا ہے۔ اس کا راوی یحییٰ بن محمد المدنی الجاری ”حسن الحدیث“ ہے۔ امام بخاری، امام ابن حبان، یحییٰ بن محمد کے شاگرد یحییٰ بن یوسف الزمی نے ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ليس بحديثه بأس .** ”اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

اس کے دوسرے راوی عبدالعزیز بن محمد الدراوردی بھی جمہور کے نزدیک ”ثقة“ ہیں۔

سیدنا عمرو بن حریش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ آپ نے کالی پگڑی باندھ رکھی تھی، اس کے دونوں کونے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھے تھے۔

(صحیح مسلم: ۱۳۵۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: **وَعَمَّمَهُ بِعِمَامَةِ بَيْضَاءَ ، وَأَرْسَلَ مِنْ خَلْفِهِ أَرْبَعَ أَصَابِعَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ ، وَقَالَ : هَكَذَا يَا ابْنَ عَوْفٍ اعْتَمَّ ! فَإِنَّهُ أَعْرَبَ**

وأحسن . ”نبی اکرم ﷺ نے ان (سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو سفید پگڑی باندھی، چار انگلیوں یا ان کے قریب قریب سر ان کے پیچھے ڈال دیا اور فرمایا، اے (عبدالرحمن) ابن عوف! اس طرح پگڑی باندھا کرو، کیونکہ یہ زیادہ واضح اور زیادہ خوبصورت ہے۔“

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم : ۵۴۰/۴، وسندہ صحیح)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

یہ سند اس بات پر واضح دلیل ہے کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع و لقاء ثابت ہے۔ السنۃ شمارہ نمبر ① صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا گیا تھا کہ ان کا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔ یہ بات مرجوح ہو گئی ہے۔

✽ محمد بن زید العمری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے کالی پگڑی باندھ رکھی تھی، دو بابت کے برابر اس کا سرا پیچھے ڈالا ہوا تھا۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۴۲۲/۸، وسندہ صحیح)

فائدہ نمبر ④ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ٹخنوں سے

نیچے کپڑا لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا، جاؤ وضو کرو۔ وہ گیا اور وضو کیا، پھر (ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکاتا ہوا) آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ اور وضو کرو۔ وہ دوبارہ گیا، وضو کیا، پھر آیا تو ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک با وضو انسان کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ شلوار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ شلوار لٹکانے والے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے۔“ (مسند الامام احمد : ۶۸/۴، سنن ابی داؤد : ۴۰۸۶، ۶۳۸، السنن

الکبریٰ للنسائی : ۹۷۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۲۴۷/۲، وسندہ حسن، ابو جعفر المدنی المؤذن

حسن الحدیث، حسن الترمذی حدیثہ (۳۴۴۸) وصححہ ابن حبان (۲۶۹۹) وهذا توثیق منهما،

وروی عنه یحییٰ بن ابی کثیر وقال الامام ابو حاتم الرازی : یحییٰ بن ابی کثیر امام لا یحدث إلا عن

ثقة (الجرح والتعديل : ۱۴۲/۹)، قال الحافظ النووی (ریاض الصالحین : ۷۹۵) : رواه ابو داؤد بإسناد

صحیح علی شرط مسلم، ووافقه الذہبی (الکبائر ص ۱۷۹)، وقال الحافظ الہیثمی (مجمع الزوائد

: ۱۲۵/۵) : رواه أحمد ورجاله رجال الصحیح)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔ اس پر یہ لازم ہے کہ وہ وضو اور نماز لوٹائے۔

صاحب المنہل العذب المورود (۱۲۳/۵) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”ضعیف“ ہے، بالفرض ثابت ہو بھی جائے تو یہ منسوخ ہے، کیونکہ اس کے خلاف اجماع واقع ہو گیا ہے۔

لیکن ان کا اس حدیث کو ”ضعیف“ کہنا صحیح نہیں ہے، ہم نے اس کی سند کا ”حسن“ ہونا بطریق احسن واضح کر دیا ہے، نیز اس کی منسوخیت کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ ہم اس اجماع سے واقف نہیں ہو سکے، جو اس کے خلاف ہوا ہے، بلکہ اس موہوم اجماع کے خلاف ثابت ہے، جیسا کہ:

مجاہد بن جبر تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کان يقال: من مس إزاره كعبه لم تقبل له صلاة، قال: وقال ذرّ: من مس إزاره الأرض لم تقبل له صلاة.

”کہا جاتا تھا کہ جس کا تہبند ٹخنے کو چھو جائے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، (حصین بن عبد الرحمن المسلمی تابعی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ذر (بن عبد اللہ الحمدانی) نے کہا، جس کا تہبند زمین کو چھوئے، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۸۸/۸ وسندہ صحیح)

لہذا اجماع کا یہ دعویٰ باطل ہوا۔

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ووجه هذا الحديث - والله أعلم - أن إسبال الإزار معصية، وكلّ من واقع معصية، فإنه يؤمر بالوضوء والصلاة، فإنّ الوضوء يطفىء حريق المعصية.

”اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا نکالنا معصیت ہے، جو بھی کسی معصیت میں مبتلا ہوگا، اسے وضو اور نماز کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ وضو معصیت (نافرمانی) کی آگ کو بجھاتا ہے۔“ (التہذیب علی سنن ابی داؤد: ۵۰/۶)

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لعل السرّ في أمره بالتوضوء، وهو طاهر، أن يتفكر الرجل في سبب ذلك الأمر، فيقف على ما ارتكبه من شناعة، وأن الله تعالى ببركة أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم طهارة الظاهر، يطهر باطنه من التكبر والخيلاء، لأن طهارة الظاهر مؤثرة في طهارة الباطن.

”با وضو انسان کو وضو کا حکم دینے میں شاید یہ حکمت پنہاں ہو کہ (دوبارہ وضو کرنے کے بارے

میں) حکم میں وہ غور و فکر کرے، جس بُری حرکت کا وہ مرتکب ہو رہا ہے، اس پر خبردار ہو جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری طہارت کے حکم (کی تعمیل) کی برکت سے اس کے باطن کو تکبر اور افتخار و عُجب سے پاک کر دے گا، کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔“

(شرح الطیبی: ۲/۲۶۸)

علامہ ابن العربی المالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **إِنَّ الصَّلَاةَ حَالُ تَوَاضُعٍ وَإِسْبَالِ الْإِزَارِ** فعل متکبر، فتعارضاً، وأمره له بإعادة الوضوء أدب له وتأكيد عليه، ولأنَّ المصلِّي يَنَاجِي رَبَّهُ، وَاللَّهُ لَا يَنْظُرُ إِلَى مَنْ جَوَّ إِزَارَهُ، وَلَا يَكَلِّمُهُ، فَكَذَلِكَ لَمْ يَقْبَلْ صَلَاتِهِ. ”نماز تواضع کی حالت ہوتی ہے، جبکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا متکبر آدمی کا کام ہے، یہ دونوں کام باہم متعارض ہیں۔ اس شخص کو وضو لوٹانے کا حکم اسے ادب سکھانے اور تاکید کرنے کا سبب ہے، کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات (سرگوشیاں) کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑا اٹھینے والے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس سے کلام کریں گے، اسی لیے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ (عارضۃ الاحوذی: ۷/۲۳۸)

اس بات کی تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

①۶ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى مَسْبِلِ الْإِزَارِ. ”یقیناً اللہ تعالیٰ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والے کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتے۔“ (مسند الامام احمد: ۱/۳۲۲، سنن النسائی: ۵۳۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/۳۸۸، وسندہ صحیح)

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خِيَلَاءَ، فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي حَلٍّ وَلَا حَرَامٍ.** ”جس نے تکبر کی وجہ سے نماز میں کپڑا لٹکایا، اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں (یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو حلال کریں گے نہ دوزخ کو حرام)۔“ (سنن ابی داؤد: ۶۳۷، السنن الکبریٰ للنسائی: ۹۶۸۰، وسندہ حسن)

اگر کوئی کہے کہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفہوم مخالف تب ہوگا، جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ یہاں تو نص موجود ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا ہی تکبر ہے، لہذا جو بھی جان بوجھ کر کپڑا لٹکائے گا، وہ اس زمرہ میں آئے گا، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو۔

الحاصل : وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر کی وجہ سے) کپڑا لٹکانے کا ذکر ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر جو بھی کپڑا لٹکائے گا، کیونکہ بھول کر لٹک جانے سے تکبر ہوتا ہی نہیں۔ اور جان بوجھ کر کپڑا لٹکانا خود تکبر ہے، جیسا کہ حدیث سے واضح کیا جا چکا ہے۔

مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانا ممنوع و حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سِتَّةَ لَعْنَتِهِمْ وَلَعْنَةُ اللَّهِ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي .

”چھ شخص ایسے ہیں، جن پر میں نے لعنت کی ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہے۔۔۔ (ان میں سے ایک) وہ شخص ہے، جو میری سنت کو چھوڑتا ہے۔“ (سنن الترمذی: ۲۱۵۴، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۷۴۹) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۲۵/۲) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس حدیث کے راوی عبد الرحمن بن ابی الموال کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثقة مشهور . ”یہ مشہور ثقہ راوی ہے۔“ (المغنی للذهبی: ۶۱۴/۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: من ثقات المدنيين . ”یہ ثقہ مدنی

راویوں میں سے ہے۔“ (فتح الباری لابن حجر: ۱۸۳/۱)

اس کا دوسرا راوی عبید اللہ بن عبد الرحمن بن مہب ”مختلف فیہ“ ہے۔ راجح یہی ہے کہ وہ جمہور کے نزدیک ”حسن الحدیث“ ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں سنت سے مراد واجبی اور فرضی سنتیں، مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ڈاڑھی رکھنا، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا وغیرہ مراد ہیں۔ اب جو بھی شخص جان بوجھ کر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا، اس فرمان نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اس پر لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی لعنت سے دُور رکھے اور اپنی رحمت کا مستحق بنائے! آمین